جلد ۱۸	مطابق ۲۰ شعبان ۱۳۴۹ھ	یوم شنبہ	مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۱ء	نمبر ۸۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

جیسا کہ ایک گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا۔ جناب میر محمد اسحٰق صاحب پر نمونیا کا سخت حملہ ہوا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا۔ اور اب جناب میر صاحب کو بہت کچھ افاقہ ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت میاں شریف احمد صاحب کا صاحبزادہ داؤد احمد سلمہ اللہ تعالیٰ بھی بعارضہ نمونیا بیمار ہو گیا تھا۔ اب پہلے کی نسبت کسی قدر افاقہ ہے۔ عزیز موصوف کی صحتیابی کے لئے دعا کی جائے۔

۸ جنوری کو بھائی محمد الدین صاحب حجام مہاجر نگرانی بورڈنگ ہائی سکول بیٹھے ہوئے حجامت بنا رہے تھے کہ سینہ میں درد اٹھا۔ وہاں سے گھر آنے پر آناً فاناً موت واقعہ ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت نیک اور مخلص احمدی تھا۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ مرحوم مقبرہ بہشتی میں؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے

صلیب کے جو واقعات انجیل میں لکھے ہیں۔ خود ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیحؑ صلیب پر نہیں مرا۔ سب سے اول یہ ہے۔ کہ خود مسیحؑ نے اپنی مثال یونس سے دی ہے۔ کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے تھے۔ یا مر کر؟ پھر یہ کہ پیلاطوس کی بیوی نے ایک ہولناک خواب دیکھا تھا۔ جس کی اطلاع پیلاطوس کو بھی اس نے کر دی۔ اور وہ اس فکر میں ہو گیا کہ اسکو بچایا جائے۔ اور اسی لئے پیلاطوس نے مختلف پیرایوں میں مسیحؑ کے چھوڑ دینے کی کوشش کی۔ اور آخر اپنے ہاتھ دھو کر ثابت کیا۔ کہ میں اس سے بری ہوں۔ اور پھر جب یہودی کسی طرح ماننے والے نظر نہ آئے۔ تو یہ کوشش کی گئی۔ کہ جمعہ کے دن بعد عصر آپ کو صلیب دی گئی۔ اور چونکہ صلیب پر بھوک پیاس اور دھوپ وغیرہ کی شدت سے کئی دن رہ کر مصلوب انسان مر جایا کرتا تھا۔ وہ موقع مسیحؑ کو پیش نہ آیا۔ کیونکہ یہ کسی طرح نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ جمعہ کے دن غروب ہونے سے پہلے اسے صلیب پر سے نہ اتار لیا جاتا۔ کیونکہ یہودیوں کی شریعت کے رو سے یہ سخت گناہ تھا۔ کہ کوئی شخص سبت یا سبت سے پہلے رات صلیب پر رہے۔ مسیحؑ چونکہ جمعہ کی آخری گھڑی صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ اسلئے بعض واقعات آندھی وغیرہ کے پیش آجانے سے فی الفور اتار لیا گیا۔ پھر دو چور جو مسیحؑ کے ساتھ صلیب پر لٹکائے گئے تھے۔ انکی ہڈیاں تو توڑ دی گئی تھیں۔ مگر مسیحؑ کی ہڈیاں نہیں توڑی گئی تھیں۔ اور پھر مسیح کی لاش ایک ایسے آدمی کے سپرد کر دی گئی۔ جو مسیحؑ کا شاگرد تھا۔ اور اصل تو یہ ہے۔ کہ خود پیلاطوس اور اس کی بیوی بھی اس کی مرید تھی۔ چنانچہ پیلاطوس کو عیسائی شہیدوں میں لکھا ہے۔ اور اس کی بیوی کو ولیہ قرار دیا ہے۔ اور ان سب سے بڑھکر مرہم عیسیٰ کا نسخہ ہے۔ جس کو مسلمان۔ یہودی۔ رومی۔ اور عیسائی اور مجوسی طبیبوں نے بالاتفاق لکھا ہے۔ کہ یہ مسیحؑ کے زخموں کے لئے تیار ہوا تھا۔ اور اس کا نام مرہم عیسیٰ اور مرہم حواریین اور مرہم رسل اور مرہم شلیخا وغیرہ بھی رکھا۔ کم از کم ہزار کتاب میں یہ نسخہ موجود ہے۔ اور یہ کوئی عیسائی ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ صلیبی زخموں کے سوا اور بھی کبھی کوئی زخم مسیحؑ کو لگے تھے۔ اور اس وقت حواری ...

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

حکومت ٹرکی کے داخلی وخارجی حالات

مصطفےٰ کمال پاشا نے جمعیۃ وطنیہ کبریٰ کے افتتاح کے موقعہ پر جو افتتاحی خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں آپ نے ملت ترکیہ کے شئون حاضرہ پر بحث کی ہے۔ اور ہر اہم مسئلہ کے متعلق آپ نے ملت کے سامنے اپنی رائے پیش کی ہے۔

سال رواں میں حکومت ملیہ کو جن اہم حوادث سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ ان میں ولایات شرقیہ ترکیہ (ترکی کردستان) کی شورش وبغاوت خاص اہمیت رکھتی ہے۔ پاشا موصوف نے سب سے پہلے اسی حادثہ کا تذکرہ کیا۔ اور فرمایا۔ کہ شکر ہے۔ کہ یہ اعدائے ملک وملت کی ناکامی پر منتج ہوا۔ پھر اقتصادی مشکلات پر روشنی ڈالی۔ اور کہا۔ کہ اس سال کا ایک اہم ترین حادثہ اقتصادی بدحالی اور مالی دشواری بھی ہے۔ جس سے ملک کے دور ودراز گوشے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ لیکن حکومت نے اس کے لئے جو تدابیر اختیار کیں۔ وہ برمحل ثابت ہوئیں۔ موجودہ عالمگیر زراعتی مشکلات اور کساد بازاری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ کہ جس مصیبت میں تمام معمورۂ عالم گرفتار ہے۔ اس میں بقدر حصہ ترکی کا بھی مبتلاء ہونا لازمی ہے۔ پھر بھی ہماری تدابیر کا اتنا مزید اثر ہوا کہ صورت حالات کے ناقابل برداشت ہونے سے قبل ہی ہم نے اس پر قابو پالیا۔ زراعتی مصیبت کی وبا سارے دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور نہیں کہا جاسکتا۔ کہ کس نتیجہ پر منتج ہوگی۔ اس لئے آئندہ سال ہمیں دفاعی تدابیر میں وہ جد وجہد سرگرمی دکھانی چاہئے۔ اور ملت کے ہر فرد کو اپنی معاشرت ارزاں تر بنانے کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

سیاست خارجیہ پر بحث کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ ہماری خارجی سیاست قواعد امن اور حسن تعلقات کی بنیاد پر قائم ہے۔ اور انہی دونوں اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم مختلف اقوام ودول سے ربط قائم کر رہے ہیں۔ ہمارے وزیر خارجہ نے پچھلے دنوں ہمارے ہمسایہ اور ہمارے سب سے بڑے دوست سوویٹ روس کا دورہ کیا ہے۔ انہوں نے وہاں اخلاص ومودت کے جن مظاہرات کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان سے ہم بے حد متاثر ہوئے ہیں۔ اور ہمارے تعلقات پر ان کا نہایت اچھا اثر پڑا ہے۔

افغانستان میں سیسہ کی کان

حکومت افغانستان کے ماہر معدنیات نے افغانستان کی پیمائش کو تقریباً ختم کر لیا ہے۔ انہوں نے وزارت تجارت میں اپنی رپورٹ پیش کردی ہے۔ جس میں وزارت کو مطلع کیا ہے۔ کہ میں نے ارغندہ کے گرد ونواح میں سیسہ کی ایک جدید کان دریافت کی ہے۔ اس پر وزارت تجارت پنسلوں کی ساخت کے سوال پر غور کر رہی ہے۔ چونکہ وہاں قریب ہی لکڑی بھی ارزاں نرخ پر مل سکتی ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے۔ کہ افغانستان میں پنسلیں بنانے کی صنعت جلد شروع ہونے والی ہے۔

حالات مصر

سکندریہ کی اطلاع سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعیت انسداد مسکرات نے انسداد مسکرات کے لئے ایک نیا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اب تک جمعیتہ کا دائرہ عمل صرف انسداد شراب تک محدود تھا۔ لیکن اب یہ طے کیا گیا ہے۔ کہ تمام مسکرات کے خلاف عملی کارروائی کی جائے۔ جدید پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے انجمن ہلال احمر قاہرہ نے بھی اپنی خدمات پیش کی ہیں۔ فی الحال سکندریہ سے کام شروع کیا جائیگا۔ اور پوسٹروں۔ چھوٹے چھوٹے رسالوں۔ اسکولوں کے اساتذہ۔ اور نیک فطرت لڑکوں سے مسکرات کے خلاف پروپیگنڈے کا کام لیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں سب سے اہم تجویز یہ ہے۔ کہ سینما فلم کے ذریعہ سے مختلف شہروں میں شراب اور دیگر مسکرات کے خلاف عوام میں جذبہ پیدا کیا جائے۔ یہ کام ایک مصری فلم کمپنی کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

ترکوں کی جدید ترقیات کے سلسلہ میں یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ جدید بحری ترکی کمپنی نہایت کامیابی کے ساتھ مصر سے ترکیہ تک مسافروں کی نقل وحرکت کا کام انجام دے رہی ہے۔ مصر وترکیہ کی تجارتی کمپنیاں بھی اسی کمپنی کے جہازوں کے ذریعہ سے اپنا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا رہی ہیں۔

اسکندریہ کے ادارۂ صحت نے ایک اعلان شایع کیا ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ امسال مرض طاعون شدت اختیار کر رہا ہے۔ حکومت انسدادی مساعی میں مصروف ہے۔ مقامی ادارۂ حکومت نے دو ہزار پانسو پونڈ کی منظوری دی ہے۔

سلطان ابن سعود کی سیاحت ترکیہ

بعض اخبارات نے لکھا ہے۔ کہ سلطان ابن سعود آئندہ موسم بہار میں مصطفےٰ کمال پاشا سے ملاقات اور ترکی کی سیر وسیاحت کی غرض سے ترکی جائیںگے۔

مسلمانان مراکو کے مصائب

ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ہسپانوی حکام نے اپنی مسلم رعایا کو غیر ممالک کے لئے پروانہ ہائے راہداری دینے بند کر دیئے ہیں۔ اور فرانسیسی حکام نے اپنی سلطنت میں رہنے والے مسلمانوں کے خطوط پر سخت سنسر بٹھا دیا ہے۔ تا وہ بیرونی دُنیا کو اپنی نازک حالت سے آگاہ نہ کر سکیں۔

شام میں اشاعت بالشوازم

شام میں بالشویک اپنا پروپیگنڈا پوری کوشش سے کر رہے ہیں۔ اور روز بروز ان کا حلقہ اثر زیادہ وسیع ہو رہا ہے۔ فرانسیسی حکام اس سے بہت پریشان ہیں۔

ترکی میں توسیع آبادی

ترکی کا رقبہ فرانس سے ڈیوڑھا ہے۔ مگر آبادی صرف ایک کروڑ چالیس لاکھ ہے۔ ترکی مدبرین اس امر پر غور کر رہے ہیں۔ کہ کسی طرح آبادی کو وسعت دی جائے۔ اگر ترکی حکومت اجازت دے۔ تو اٹلی اور آسٹریا۔ ہنگری وغیرہ سے لاکھوں کسان آبادکاروں کی حیثیت سے آنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن وہ عیسائی ہیں۔

ایران کا جدید لباس

لباس میں یکرنگی پیدا کرنے کے لئے پہلے ایران میں پہلوی ٹوپی پہننا ضروری قرار دیا گیا تھا۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ اسی سلسلہ میں فراک کوٹ کے استعمال کا حکم بھی جاری کر دیا گیا ہے۔

خلیج فارس پر بندرگاہ

ایرانی حکومت نے خلیج فارس پر ایک عظیم جنگی بندرگاہ بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس پر دس لاکھ پونڈ لاگت آئیگی۔

قضیۂ بحرین کے متعلق گفت وشنید

طہران کی ایک اطلاع سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بحرین کے متعلق ایرانی حکومت کے دعاوی پر غور وخوض کرنے کے لئے حکومت برطانیہ اور حکومت ایران میں گفت وشنید شروع ہو گئی ہے۔

ترکی کی جدید جماعت

استنبول کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ فتحی بے کی جدید پارٹی یعنی آزاد جمہوری جماعت توڑ دی گئی ہے۔

شام اور عراق کی تجارتی کانفرنس

دمشق کی ایک اطلاع ہے۔ کہ شام اور عراق کے درمیان عنقریب ایک اہم موتمر کا انعقاد ہونے والا ہے۔ جس میں تجارتی اور اقتصادی امور پر بحث کی جائیگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

26

الفضل

نمبر ۸۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

ہاں اسلام بڑھ رہا ہے

آریہ گزٹ کے ایک سوال کا جواب

آریہ سماجی جب ویدک دھرم کا ماتم کرتے کرتے تھک جاتے اور اس کی ارتھی پر روتے روتے اُکتا چکتے ہیں۔ تو اپنے دل کو ڈھارس دینے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور بھی کوئی مذہب زندہ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ اسلام کو بھی انہی مذاہب میں شامل کر لیتے ہیں۔

حال میں "آریہ پراویشک پرتی ندھی سبھا" کے سپتاہک پتر "آریہ گزٹ" (۳۰ - جنوری سنہ ۳۱ء) نے اسی جذبہ سے متاثر ہو کر یہ سوال اٹھایا ہے۔ کہ "کیا اسلام بڑھ رہا ہے" اور اس کے جواب کے لئے جماعت احمدیہ کو مخاطب کر کے لکھا ہے:-

"احمدی اخبار لکھ رہے ہیں۔ کہ اسلام بڑھ رہا ہے۔ یہ ہمیں معلوم نہیں۔ کونسا اسلام۔ کیا حضرت محمد صاحب کا اسلام۔ یا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اسلام"

اسلام خدا کا ہے

قبل اس کے کہ ہم "آریہ گزٹ" کے سوال کے متعلق کچھ عرض کریں۔ یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کے متعلق اس کی جہالت اور ناواقفیت کس درجہ بڑھی ہوئی ہے "آریہ گزٹ" اسلام کو "حضرت محمد صاحب کا اسلام یا مرزا غلام احمد قادیانی کا اسلام" قرار دیتا ہے۔ حالانکہ اسلام نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اور نہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا۔ اسلام خدا کا ہے۔ جو اسلام کو دنیا میں نازل کرنے کے وقت ہی فرما چکا ہے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ اسلام ہی اللہ کے نزدیک حقیقی دین ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دین کو دنیا تک پہنچانے والے تھے۔ اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دین کی تجدید کرنے والے۔ یعنی اس گرد و غبار کو دور کر کے جو امتدادِ زمانہ اور مسلمانوں کی غفلت سے اسلام کے منور چہرہ کو ڈھانپے ہوا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لایا ہوا اسلام پیش کرنے والے۔ پس "حضرت محمد صاحب کا اسلام یا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اسلام" کہنا پرلے درجے کی جہالت اور نادانی ہے۔ اسلام خدا کا دین ہے۔ خدا ہی اس کا محافظ ہے۔

جماعت احمدیہ پر مخالفین کے مظالم

"آریہ گزٹ" ان مظالم کو پیش کر کے جو اس زمانہ میں مسلمان کہلانے والوں کی طرف سے احمدیوں پر کئے گئے۔ یہ بتانا چاہتا ہے کہ اگر اسلام وہی ہے۔ جو جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ تو ان مظالم کی کیا وجہ۔ مگر یہ بھی اسلام کے متعلق اس کی جہالت کا مزید ثبوت ہے۔ کیونکہ جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اسلام قبول کرنے والوں پر مخالفین کے ظلم و ستم اس کی صداقت پر پردہ نہ ڈال سکے۔ بلکہ اسے اور زیادہ نمایاں کرنے کا باعث ہوئے۔ اسی طرح اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کے اُسی اسلام کو پیش کرنے پر جن لوگوں نے اسے قبول کیا۔ انہیں اگر قبول نہ کرنے والے اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنائیں۔ تو اس سے نہ صرف اسلام کی حقانیت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ بلکہ وہ زیادہ صفائی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ دنیا نے اگر اس وقت بلا چون و چرا اسلام قبول کر لیا ہوتا۔ جبکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ کسی نے اس کی مخالفت نہ کی ہوتی۔ منکروں کی طرف سے اس کے ماننے والوں پر سخت سے سخت مظالم نہ توڑے جاتے۔ تو آج جبکہ وہی اسلام دوبارہ دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسے قبول کرنے والوں کا منکروں کے تشدد کا ہدف بننا قابلِ اعتراض ہو سکتا۔ لیکن جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اسلام قبول کرنے والوں پر ان لوگوں نے جو اولین مخاطب تھے۔ جبر اور ستم کے تمام وہ ہتھیار چلائے۔ جنہیں وہ چلا سکتے تھے۔ اور اپنی طرف سے دکھ اور تکالیف پہونچانے میں کوئی کمی نہ کی۔ جس کے نتیجہ میں ایسے ایسے روح فرسا اور درد انگیز واقعات رونما ہوئے۔ جن کی مثال اور کہیں نہیں ملتی۔ تو ضروری تھا۔ کہ اب بھی وہ لوگ جو سب سے پہلے مخاطب تھے۔ خدا کا دین قبول کرنے والوں کے خلاف جو کچھ کر سکتے تھے۔ کرتے۔ اور جماعت احمدیہ کی ترقی کو روکنے کے لئے اپنی ساری طاقتیں صرف کر دیتے۔ تاکہ دنیا پر ثابت ہو جاتا۔ کہ جس طرح پہلے اسلام نے تمام مخالفتوں اس کے لئے رکاوٹ کا باعث نہ ... ترقی کی۔ اور ... اسی طرح اب بھی اس کی ترقی کو کوئی چیز روک نہیں سکتی۔

جماعت احمدیہ پر مظالم

"آریہ گزٹ" نے جماعت احمدیہ پر مخالفین کے مظالم کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ اسی کے الفاظ میں یہ ہے:-

"مسلمانوں نے مرزا صاحب کو اس وقت ہی کافر ٹھیرایا تھا۔ جبکہ وہ زندہ تھے۔ احمدی مسلمانوں کی نظروں میں اچھوت ہیں۔ اور اکثر مقامات پر ان کے ساتھ اچھوتوں کا سا سلوک مسلمان کرتے ہیں جو کٹر مسلمان ہیں۔ وہ نہ صرف احمدی تحریک کو کچلنا ہی چاہتے ہیں۔ بلکہ احمدی واعظوں کو اسلامی قانون کے مطابق جیتے جی پتھروں سے مارنا اپنا ایک اسلامی فرض سمجھتے ہیں۔ شاہ امان اللہ خاں کے عہدِ سلطنت میں اسلامی حکومت افغانستان میں اس حکم کے ماتحت ایک احمدی اپدیشک کو پتھروں سے جیتے جی مارا گیا"

یہ سب کچھ درست۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ "آریہ گزٹ" ان مظالم میں سے بہت تھوڑا حصہ پیش کر سکا ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے لئے شروع سے روا رکھے گئے۔ اور جن کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ مگر یہ یاد رہے۔ کہ یہ سب کچھ انہی لوگوں کی طرف سے کیا گیا۔ اور کیا جا رہا ہے۔ جو گو مسلمان کہلاتے ہیں۔ لیکن اسلام سے انہیں کوئی تعلق نہیں۔ جو اپنی سیاہ کاریوں کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مگر اسلام ان کے تمام افعال سے بری الذمہ ہے اور ایسے لوگ اسی "روایت" کے مصداق ہیں۔ جسے خود "آریہ گزٹ" نے اپنی آرین جہالت کے رو سے اس طرح مسخ کر کے پیش کیا ہے:-

"مسلمانی مذہبی روایتوں میں ایک روایت ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ چودھویں صدی میں اسلام کا خاتمہ ہو جائے گا"

اسلام کا خاتمہ تو قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا محافظ خود اللہ تعالےٰ ہے۔ ہاں مسلمانوں کا خاتمہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ حقیقی مسلمان پیدا ہونگے۔ اور وہ پیدا ہو گئے۔

کیا مظالم سے احمدیت کی ترقی رُک گئی

اب دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ جماعت احمدیہ کے حق میں یہ مظالم کیسے ثابت ہوئے۔ کیا جماعت احمدیہ نابود ہو گئی۔ یا اس کی ترقی رُک گئی

کیا مخالف باوجود اپنے پاس ہر قسم کا ساز و سامان رکھنے کے اور بہت بڑی تعداد میں ہونے کے اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔ کیا ان کے علاوہ آریہ اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی مخالفت میں کھڑے ہو کر جماعت احمدیہ کا کچھ بگاڑ سکے۔ اس کا جواب خود آریوں کو دینا چاہیئے۔ کہ وہی اس وقت ہمارے مخاطب ہیں۔ غیر معروف گاؤں کے ایک طرف وہ انسان ہے۔ جو ایک چھوٹے سے جتھہ اور کوئی مددگار اس کے ساتھ نہ تھے۔ اپنے عمر گذاری۔ کوئی مددگار کھڑا ہوا۔ دوسری طرف اس کے عزیز اور رشتہ دار اور یار و مددگار کے مخالف ہوگئے۔ اس کے گاؤں والے اس کے دشمن بن گئے۔ تمام کے تمام مسلمان کہلانے والے اس پر ظلم و ستم کرنے کے لئے کھڑے ہوگئے۔ سارے کے سارے دیگر مذاہب کے لوگ اس پر پل پڑے۔ اور اپنی تمام طاقتیں ناجائز سے ناجائز رنگ میں اس کے خلاف صرف کر دیں۔ لیکن نتیجہ کیا ہوا۔ یہ کہ وہی اکیلا انسان سب پر غالب آیا۔ کوئی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ ہر دن جو اس پر طلوع ہوا۔ اس کے لئے نئی فتوحات لایا۔ اور آج وہ دن ہے کہ اشد سے اشد مخالفوں اور خون کے پیاسے دشمنوں کی صفوں سے لاکھوں انسان نکل کر اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ تمام دنیا کے کناروں تک اس کا نام پھیل گیا۔ دور دراز ملکوں کے لوگ اس کی آواز پر لبیک کہہ رہے ہیں۔ پھر وہی لوگ جو ایک وقت اس کا نام سننا بھی گوارا نہ کر سکتے تھے۔ اس درجہ فداکاری اور جان نثاری کے جذبہ سے معمور ہوگئے۔ کہ انہوں نے اپنے عزیزوں اور پیاروں سے اپنے ساتھ "اچھوتوں کا سا سلوک" گوارا کیا۔ اپنے وطنوں اور جائدادوں کو چھوڑ دینا پسند کیا۔ اپنا مال و دولت ترک کر دی حتےٰ کہ جیتے جی پتھروں سے مارا جانا قبول کیا۔ مگر اس نعمت سے دست بردار نہ ہونا چاہا۔ جو انہیں خدا تعالےٰ کے اس فرستادہ کے ذریعہ حاصل ہوئی تھی جسے کافر ٹھیرایا گیا تھا۔

اسلام کی جان نثار جماعت

یہ اگر اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ اسلام بڑھ رہا ہے۔ تو بتایا جائے۔ وہ کیا چیز تھی جس نے خدا تعالےٰ کے ایک کمزور اور بے یار و مددگار بندہ کو جو اس دعوے کے ساتھ کھڑا ہوا تھا کہ اب میرے ذریعہ اسلام دنیا میں پھیلے گا۔ اور بڑھے گا۔ باوجود مخالفوں کی سر توڑ کوششوں اور انتہا درجہ کی ستم آرائیوں کے اس قدر کامیابی عطا کی۔ اور نہایت قلیل عرصہ میں ایک ایسی جماعت آپ کے ساتھ ہوگئی۔ جس کی اسلام کے لئے فداکاری۔ اور جان نثاری کا اعتراف ساری دنیا کر رہی ہے۔ اور جو باوجود بے سروسامانی کے دنیا کے دور دراز ملکوں میں اسلام پھیلا رہی ہے۔

دنیا میں اشاعت اسلام

کون نہیں جانتا۔ کہ یورپ کے مادہ پرست ملکوں میں۔ افریقہ کے تپتے ہوئے ریگستانوں۔ اور خطرناک جنگلوں میں۔ امریکہ کے دور دراز شہروں میں۔ سمندروں کے بکھرے ہوئے جزیروں میں اور اسلام کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے علاقوں میں آج وہی لوگ اشاعت اسلام کا فرض ادا کر رہے ہیں۔ جنہیں حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اصل اسلام نصیب ہوا۔ اور جن پر اسلام کی صداقت تجربہ سے ثابت ہوگئی۔ انہی کے ذریعہ ... مذہب کے لوگ اسلام قبول کر رہے اور اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے ... دین کے خادم بنا رہے ہیں۔ پھر اس میں کیا شک ... ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام بڑھ رہا ہے۔ ہاں اسلام بڑھ رہا ہے۔ اور یقیناً بڑھ رہا ہے۔

مولانا محمد علی کا انتقال

گذشتہ پرچہ میں مولانا محمد علی کے لنڈن میں انتقال کی نہایت ہی افسوسناک اور رنج دہ خبر شائع کی جا چکی ہے۔ یہ حادثہ مسلمانان ہند کے لئے ملکی اور قومی لحاظ سے نہایت ہی المناک ہے۔ کیونکہ ان کا ایک ایسا ہمدرد اور خیر خواہ دنیا سے ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا۔ جو نہ صرف اپنے قومی خلوص اور ایثار کے لحاظ سے صف اول میں تھا۔ بلکہ قابلیت اور سیاست دانی۔ جرأت اور حوصلہ میں بھی مشہور تھا۔

مولانا محمد علی نے اپنے وطن اور اپنی قوم کی خدمتگذاری کے لئے جو میدان منتخب کیا۔ ہر قسم کے مصائب اور مشکلات برداشت کرتے ہوئے اور اپنی عزیز سے عزیز متاع قربان کرتے ہوئے آخری وقت تک مردانہ وار اس میں کھڑے رہے۔ حتیٰ کہ اپنی جان بھی اسی میدان میں ملک اور قوم پر نثار کر دی۔

مولانا ایک عرصہ سے بیمار چلے آ رہے تھے۔ اور اکثر اوقات ان کی بیماری خطرناک صورت اختیار کر چکی تھی۔ لیکن باوجود اس کے جب گورنمنٹ نے انہیں گول میز کانفرنس میں ہندوستان کے سیاسی مسائل کے حل کے لئے مدعو کیا۔ تو وہ اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر اور اپنی تشویشناک صحت کی کوئی پرواہ نہ کرتے ہوئے ولایت کا دور دراز سفر کرنے۔ اور وہاں کی سردی کا تکلیف دہ موسم گذارنے کے لئے تیار ہوگئے۔ پھر نہایت کمزوری اور نقاہت میں روز بروز اضافہ ہونے۔ اور بیماری کے خطرناک صورت اختیار کر جانے کے باوجود اپنی جسمانی اور دماغی طاقتوں کو اپنے اہل وطن کی خدمت میں لگائے رکھا۔ حتیٰ کہ وفات سے چند دن قبل یعنی ۳۱۔ دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء کو اپنے ڈاکٹروں کی ہدایات کو پس پشت ڈال کر بیس کے قریب مہمانوں کو مدعو کیا۔ اور بستر مرگ پر لیٹے لیٹے تقریر کی۔ جس میں ہندوستان کو زیادہ سے زیادہ آزادی دینے پر زور دیا۔ ۳۔ جنوری سنہ ۱۹۳۱ء کی رات کو آدھی رات تک کام کرتے رہے۔ آپ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کے نام ایک اپیل لکھی۔ جس کا یہ مفہوم تھا۔ کہ ہندو مسلمان اپنے اختلافات دفن کر کے قومیت ہند کے لئے متحدہ کام کریں۔ رات کو اس پر نظر ثانی کر رہے تھے۔ جبکہ آخری وقت آ پہونچا۔ اور چند گھنٹے بے ہوش رہنے کے بعد ساڑھے نو بجے فوت ہوگئے۔

یہ موت اگرچہ سارے ہندوستان کے لئے نہایت افسوسناک ہے۔ لیکن بہادرانہ موت ہے۔ اور اس قابل ہے کہ ملک اور وطن کے خیر خواہ اور خدمت گذار اس سے خلوص و ایثار کا سبق حاصل کریں۔

پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کی ہندو نوازی

پنجاب یونیورسٹی سے متعلق جملہ ادارات میں مسلمانوں کے ساتھ جو صریح ناانصافی اور ظلم عظیم روا رکھا جا رہا ہے۔ حال میں اس کی تازہ مثال ظاہر ہوئی ہے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کی طرف سے ہر سال بہترین تصانیف کے لئے انعامات دئیے جاتے ہیں۔ چنانچہ سنہ ۱۹۳۰ء کی تصانیف کے لئے کل چھ انعامات دیئے گئے ہیں۔ جن کی مجموعی مالیت ۳۲۵۰۔ روپیہ ہے۔ ان میں سے پانچ انعامات ہندو مصنفین کو اور ایک سکھ مصنف کو دیا گیا ہے۔ جو شخص پنجاب کے مسلمانوں کی علمی اور ادبی قابلیت سے آشنا ہے۔ وہ اس بات کو پوری طرح محسوس کرتا ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کے انعامات سے مسلمانوں کی محرومی کی وجہ سوائے نسلی تعصب کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس کا ازالہ اس وقت تک ناممکن ہے۔ جب تک دفتری کاروبار پر ہندو مسلط ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ حکومت ایسی صریح ناانصافی دیکھتی ہوئی۔ کیوں دخل دے کر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت نہیں کرتی۔

مسلمانان نواں شہر پر جائز ٹیکس

ہمیں ایک مراسلت سے جو مسلمانان نواں شہر کی طرف سے برائے اشاعت موصول ہوئی ہے۔ اور جو دوسری جگہ درج ہے۔ یہ معلوم کر کے بے حد افسوس اور رنج ہوا۔ کہ حکومت نے کانگریسیوں کی شرارت اور بد امنیوں کی روک تھام کے لئے اس جگہ جو تعزیری پولیس قائم کی ہے۔ اس کا ٹیکس مسلمانوں پر بھی عائد کیا گیا ہے۔ حالانکہ ذمہ دار سرکاری افسروں اور پولیس کی ایسی رپورٹیں موجود ہیں۔ جن میں تسلیم کیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے خلاف امن اور خلاف قانون کارروائیوں میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور اس وجہ سے وہ کانگرسی ہندوؤں کے مظالم کا نشانہ بنتے رہے جیسا کہ مراسلت میں لکھا گیا ہے۔ اگر یہ کارروائی مقامی تحقیق کنندہ ...

اسلام اور برہمو سماج

۲۶ دسمبر جلسہ سالانہ پر جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور نے حسب ذیل تقریر فرمائی

میرا مضمون اسلام اور برہمو سماج ہے۔ میں نے کئی ایک دوستوں سے سنا ہے۔ کہ اس مضمون کی اہمیت کیا ہے۔ اور اس پر لیکچر دینے کی وجہ کیا ہے میں خود بھی ایک وقت تک اس کو نہ سمجھ سکا۔ کیونکہ یہ میرا منتخب کردہ مضمون نہیں۔ بلکہ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے یہ تجویز ہوا تھا۔ آخر میں نے غور کیا۔ کہ نظارت نے جو مضمون تجویز کیا ہے۔ اس کی کچھ نہ کچھ اہمیت تو ہو گی۔ تب میری سمجھ میں یہ بات آئی۔ کہ اس مضمون کی کیا ضرورت ہے۔

برہمو سماج بظاہر کوئی اہم مذہب نہیں۔ اس کے پیروؤں کی تعداد بھی نہایت قلیل ہے۔ پھر یہ مذہب ترقی کرنے کے بجائے روز بروز

روبہ تنزل

ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسے مذہب کا مقابلہ اسلام سے بے معنی سی بات ہے۔ مگر مضمون کا منشا یہ ہے۔ کہ جو خیال اس مذہب کی تہ میں کام کر رہا ہے۔ وہ چونکہ عام ہے۔ اور نہ صرف ہندوؤں میں بلکہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور نہ صرف اس زمانہ سے مخصوص ہے بلکہ قریباً ہر زمانہ میں پایا جاتا ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں اکثر وسوسے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس کی توضیح اور اس پر جرح ضروری ہے تا اس کی وجہ سے جو

زہر اور فتور

ایمان کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ اور درجۂ معرفت میں جو نقصان اس سے ہوتا ہے۔ اسے دور کیا جا سکے

پس اس مضمون کے یہ معنی ہیں۔ کہ اسلام کا مقابلہ برہمو سماج مذہب سے نہیں۔ بلکہ اس خیال سے کیا جائے۔ جو اس کی تہ میں کام کر رہا ہے۔ اور جو کئی ایسی طبائع میں بھی موجود ہے۔ جن کا بظاہر برہمو سماج سے تعلق نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ اور آپ نے کئی جگہ اس امر کا ذکر کیا ہے۔ کہ یہ خیال ایسی طبائع میں بھی پایا جاتا ہے۔ جن کا بظاہر برہمو سماج سے علاقہ نہیں ہوتا۔ مثلاً آپ نے لکھا ہے۔ کہ سرسید احمد خان کے خیالات بھی برہمو سماج کی ہی شاخ ہیں۔ اگرچہ بظاہر دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں مگر خیال میں مماثلت ہے۔ پس اس مضمون کا مقصد برہمو سماج سے اسلام کا مقابلہ نہیں بلکہ اس خیال سے ہے

یہ خیال کیا ہے؟

یہ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا تو اقرار کیا جائے۔ لیکن اس کی صفات کے متعلق ایسا عقیدہ رکھا جائے۔ کہ وہ بعض پہلوؤں کے لحاظ سے ناقص ٹھہرے مثلاً یہ کہ اس بات کا انکار کر دیا جائے۔ کہ خدا کلام کرتا۔ یا کر سکتا ہے۔ یا کبھی اس نے کلام کیا۔ اسی طرح اس امر کا انکار کہ ہدایت کا کوئی حصہ انسان کو خدا تعالیٰ سے براہ راست پہنچا

یہ خیال اور ذہنیت اس طرح پیدا ہوتی ہے۔ کہ جب خدا تعالیٰ کے کلام پر ایک زمانہ گزر جاتا ہے تو لوگ

خدا تعالیٰ کی صفات کے متعلق شکوک

اور شبہات میں پڑ جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لانا۔ تو انسان کی فطرت میں ہے۔ اور نسل انسانی کے چیدہ چیدہ فرزندوں نے اس کا کلام سنکر اس کے وجود کی گواہی دی ہے۔ لیکن جب ایک عرصہ کلام الٰہی پر گذر جاتا ہے۔ تو لوگوں کے دلوں سے وہ معرفت جو مشاہدہ اور

تازہ بتازہ کلام الٰہی

سے پیدا ہوتی ہے۔ دور ہو جاتی ہے۔ اور اس کی جگہ قیاسات اور خیالی ڈھکوسلے لے لیتے ہیں۔ اور لوگ کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ہے تو سہی۔ مگر وہ اس طرح کلام نہیں کرتا۔ جس طرح بعض روایات میں مشہور ہے۔ اور یہ ایسی حالت ہے۔ کہ بظاہر تو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان معلوم ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی یہ حالت ایسی مہلک ہے۔ کہ انجام کار معمولی ایمان سے بھی انسان محروم ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خیال پر بحث کرتے ہوئے۔ بطور پیشگوئی تحریر فرمایا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کی انتہا یقیناً دہریت پر ہو گی۔ چنانچہ واقعات نے اس کی تصدیق کر دی ہے۔ پنڈت شو نرائن اگنی ہوتری برہمو سماج سے ہی تعلق رکھتے تھے۔ اور ان کی وجہ سے پنجاب میں برہمو سماج کی طرف لوگ متوجہ ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب براہین احمدیہ لکھی اور تمام

مذاہب والوں کو چیلنج

دیا۔ کہ اسلام کے مقابلہ پر اپنے اپنے مذاہب کی صداقت کے دلائل پیش کریں۔ تو برہمو سماج کی طرف سے اس شخص نے اس بات کی خواہش کی کہ مقابلہ میں آئے۔ چنانچہ اس کے متعلق بہت کچھ خط و کتابت بھی ہوتی رہی۔ اور آخر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا کہ اس خیال کی انتہا دہریت ہے۔ اسی شخص کی ذات میں پورا ہوا۔ یہ شخص [illegible] یہ کہ دہریہ ہو گیا۔ بلکہ

دہریہ فرقہ

یعنی دیو سماج کا بانی بھی ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی طرح سے یہ بات ثابت ہو سکتی ہے۔ انگلستان میں اکثر ایسے دہریے جن کو ہندوستان کی مذہبی تاریخ سے دلچسپی ہے۔ برہمو سماج سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں بلکہ دہریوں کے علاوہ بھی کئی ایسے لوگ جن کا بظاہر کسی اور مذہب سے تعلق ہوتا ہے۔ ان کے دل میں بھی خیال جاگزین ہے۔ اور وہ برہمو سماج کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ کیمبرج میں میری ملاقات

ایک یونیٹیرین پادری

سے ہوئی۔ جس نے کہا۔ ہندوستان کی نجات برہمو سماج کے ذریعہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ غرض کہ یہ ایک ایسی ذہنیت ہے۔ جو مختلف زمانوں میں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں مشترک ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سوال کو بھی اٹھایا۔ کہ ایسی ذہنیت کے باوجود برہمو سماجی دہریہ کیوں نہیں ہوئے۔ اور کیوں ابھی تک ایسے برہمو سماجی موجود ہیں جو خدا تعالیٰ پر کسی نہ کسی قسم کا ایمان اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بتائی ہے۔ کہ ان لوگوں نے ابھی تک اپنے اعتقادات کو جانچا نہیں۔ اور پوری طرح جستجو نہیں کی اور اپنے ایمان کی بنیاد پر پوری طرح غور نہیں کیا۔ ورنہ اگر غور کریں۔ تو یہ یقینی بات ہے۔ کہ وہ اس خدا کی ہستی کے یقین پر قائم نہیں رہ سکتے دوسری وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ

خدا تعالیٰ پر ایمان

عقل کا محتاج نہیں۔ بلکہ انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ جمہور میں جو ایمان خدا تعالیٰ پر ہے۔ وہ عقلی نہیں۔ بلکہ کلام الٰہی کی برکت سے ہے چونکہ یہ شروع سے نازل ہو کر خدا تعالیٰ کی ہستی کو ظاہر کرتا رہا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ پر ایمان قائم ہو گیا ہے۔ اور اسی کے اثر کے ماتحت ان لوگوں کے دلوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ پس اس میں ان لوگوں کا کوئی کمال نہیں۔ بلکہ ان کے اندر جو بھی ایمان ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے کلام کی برکت کی وجہ سے ہے۔

اس خیال کے استیصال کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ بتایا جائے

الہام کی کیا ضرورت ہے

اور اس بات کی کیا ضرورت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ براہ راست انسان کی طرف اپنی ہدایت بھیجے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق اس قدر لکھا ہے۔ کہ ممکن نہیں۔ کوئی بھی احمدی ایسا ہو جسے کسی نہ کسی رنگ میں اس کے متعلق واقفیت نہ ہو۔ حضور کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس کے کسی نہ کسی حصہ میں کسی نہ کسی رنگ میں اس کا ذکر نہ ہو۔ حضور نے واضح دلائل سے ثابت کیا ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ کا کلام نازل نہ ہو۔ تو انسان روحانی طور پر مردہ ہے۔ بتر کاتیں

ایک اقتباس

[illegible] فرماتے ہیں ہم ایک بڑے بھاری مطلب کے لئے جو یقینی معرفت ہے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور وہی معرفت ہماری نجات کا مدار ہے۔ جو ہر ایک خبیث اور مغشوش طریق سے ہمیں آزادی بخش کر ایک پاک اور شفاف دریا کے کنارے پر ہمارا منہ رکھدیتی ہے۔ اور وہ صرف بذریعہ الہام الٰہی ہی ہمیں ملتی ہے۔ ۔۔۔۔۔۔ انسانی عقل کی ناقابلیت اور رسمی علوم کی محدودیت ضرورت الہام پر شہادت دے رہی ہے

جس قدر دنیا میں عقلمند ہیں۔ یا ایسے زاہد ہیں۔ جن کے دل درحقیقت اس پاک سلسلہ سے بے نصیب ہیں۔ ان کا اخلاقی انقباض اور ان کے سفلی خیالات اور انکی سب ہناک کارستانیاں اس میرے بیان پر شاہد ہیں کہ وہ بغیر اس چشمہ طیبہ کے کس قدر کراہت اور کثافتوں میں مبتلا ہیں" (صفحہ ۱۸۱)

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان خدا کی معرفت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس سے بلند تر کوئی مقصد انسان کے لئے تجویز ہو ہی نہیں سکتا۔ اور

انسانی زندگی کے معنی

سوائے اس کے کوئی نہیں ہو سکتے۔ کہ وہ ایسی معرفت حاصل کرے۔ جو آگ کی طرح ہماری کمزوریوں اور کثافتوں کو جلا کر عملی قوتوں کو اتنی ترقی دے۔ کہ درجہ ایمان میں وہ اس خیال سے کہ خدا ہونا چاہیئے۔ ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچ جائے۔ کہ خدا ہے۔ اور جب یہ درجہ ایمان کا حاصل ہو جائے۔ تو انسان کو وہ درجہ حیات مل جاتا ہے۔ جو اصل مقصود ہے۔ مگر یہ بات اس وقت تک حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ جب تک خدا تعالیٰ کا کلام نازل نہ ہو۔

نبیوں اور دوسرے لوگوں کی جماعتوں میں دراصل یہی

فرق

ہوتا ہے۔ کہ عام جماعتوں کی عملی قوتیں سلب ہو چکی ہوتی ہیں مگر انبیاء کے ماننے والوں کے دلوں میں کسی قسم کا شک نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ اعمال کی دوڑ میں بہت آگے نکل جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے اعمال کی نقد قیمت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ الہام کی اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ اب ہم ان وسوسوں کی طرف توجہ کریں۔ جو اس خیال نے پیدا کئے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

براہین احمدیہ میں

ان کا نمبروار ذکر کیا ہے۔ اور ایسے مدلل جواب دئے ہیں کہ اگر کوئی ان لوگوں کے خیالات سے متاثر بھی ہو چکا ہو۔ تو انہیں پڑھ کر ضرور ہے۔ کہ ایمان کا رستہ پالے۔ میں ان میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں

پہلا اور سب سے اہم وسوسہ

[illegible] وہ کام کوئی چیز نہیں۔ کیونکہ ہم نے اسے سنا نہیں یعنی آسمان سے کوئی آواز آتی سنی نہیں۔ اور اگر کوئی ایسی چیز ہے بھی جسے الہام کیا جاتا ہے۔ تو وہ وہی خیالات ہیں۔ جو انسان اپنے فکر سے دل میں پیدا کرتا ہے۔ انہیں کا نام الہام رکھا جاتا ہے۔ ورنہ اور کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے براہ راست انسان پر نازل ہو۔ جس طرح ایک شاعر ایک مصرع موزوں کرتا ہے۔ اور دوسرے کی فکر میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے ایک چست سا مصرعہ مل جاتا ہے۔ برہمو کہتے ہیں۔ الہام کی بھی یہی کیفیت ہے۔ کوئی نہ کوئی خیال انسان کو سوجھ جاتا ہے۔ یعنی انسان کے

اپنے خیالات

ہی الہام کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ اس وسوسہ کی

پہلی شق

یہ ہے۔ کہ چونکہ ہم نے کبھی خدا کا کلام سنا نہیں۔ اس لئے ہے ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ دنیا میں ہزاروں حقیقتیں ایسی ہیں جن کا ہمیں اپنی ذات میں تجربہ نہیں۔ اور عدم علم عدم شئے پر دلیل نہیں۔

قوانین قدرت

کے متعلق آج ایسے نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں جنہیں ہم نے کبھی تجربہ نہیں کیا۔ بلکہ سنا بھی نہیں۔ لیکن لوگوں کے کہنے کہانے ہم انہیں مانتے ہیں۔ کیونکہ انہیں پیش کرنے والے وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے ایسے انکشافات میں اپنی تمام زندگیاں خرچ کر دیں۔ جب ہم ایسے انکشافات کو اس وجہ سے مان لیتے ہیں۔ کہ تجربہ کار لوگ کہتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ جب دنیا میں ہزاروں انسان ایسے گذرے ہیں جنہوں نے خدا تعالےٰ کا کلام سنا۔ اور اس سے باتیں کیں۔ تو ہم ان کی شہادت تسلیم نہ کریں پس یہ اعتراض سراسر نامعقول ہے جس طرح ہم اور کئی ایک امور کو مانتے ہیں۔ اسی طرح اسے بھی ماننا چاہیئے۔ خواہ ذاتی طور پر ہمیں اس کا تجربہ نہ بھی ہو۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ اگر

ذاتی فکر کے نتیجہ میں پیدا شدہ خیال

ہی الہام ہے۔ تو انبیاء اور اور عوام کے الہام میں فرق کیا رہا۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اس خیال کے لوگ چاہے مسلمانوں میں ہوں یا ہندوؤں میں یا عیسائیوں میں

معروف الہامی کتب

اور دوسرے مواعظ میں کچھ نہ کچھ فرق تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اگر انسانی تخیل کو ہی الہام کا درجہ دیا جائے۔ تو یہ فرق بے معنی [illegible] سمجھ لیا ہے۔ ایک ریاضی دان مشکل سے مشکل مسئلہ کا حل سوچ لیتا ہے۔ یا جرائم کی تفتیش کرنے والے کسی شخص کے سامنے کسی واردات کا پورا پورا نقشہ رکھا جائے۔ تو وہ کسی نہ کسی نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اگر انسانی خیال اور الہام ایک ہی چیز ہے۔ تو پھر ان میں کیا فرق باقی رہا۔ اس کے جواب میں اگر یہ کہا جائے۔ کہ انبیاء کے افکار الفاظ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ تو ہم کہینگے۔ کہ یوں تو کوئی افکار بغیر الفاظ کے نہیں ہوتا۔ یا کم از کم دوسرے لوگوں کو بھی ایسے افکار ہوتے ہیں جو الفاظ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

شاعر کی مثال

ہمارے سامنے ہے۔ اس کا تخیل یقیناً الفاظ کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ پھر شاعر کے کلام اور معروف الہامی کتب میں کیا فرق باقی رہا۔ سر سید احمد بھی اسی خیال کے پابند تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے یہی سوال کیا ہے۔ کہ اس صورت میں قرآن اور حدیث کے مرتبہ میں جو فرق مانا جاتا ہے۔ اس کے کیا معنی ہوئے۔ حدیث بھی دل کے خیالات کا اظہار ہے۔ اور قرآن بھی پھر ان دونوں میں فرق کیا ہوا۔

اگر اس کا یہ جواب دیا جائے۔ کہ افکار کے لحاظ سے تو کوئی فرق نہیں۔ ہاں اتنا فرق ہے۔ کہ انبیاء کے افکار غلطی سے پاک ہوتے ہیں۔ اور عوام کے افکار میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے۔ تو پھر یہ ماننا پڑیگا۔ کہ حکماء کے وہ مواعظ جو قرآن کے مطابق ہیں۔ وہ قرآن کریم کے برابر ہیں۔ اور وحی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اور جو غلط ہیں۔ وہ انبیاء کی اجتہادی غلطیوں کی طرح ہیں۔ اس طرح

نبی اور غیر نبی

برابر ہو گئے۔ یہ ایک ایسی مشکل ہے۔ جس کا حل برہمو سماجیوں کے پاس کوئی نہیں۔ اور اس کا حل صرف یہی ہے کہ انسانی تخیل اور الہام آلہی میں فرق تسلیم کیا جائے۔

عقل انسانی

اس چشمہ کی طرح ہے۔ جو زمین سے پھوٹتا ہے۔ اور کلام آلہی اس بارش کی طرح ہے۔ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے۔

ایک اور وسوسہ

ان کی طرف سے یہ پیدا کیا جاتا ہے۔ کہ الہام کے ماننے سے علمی تحقیقات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر خود خدا تعالیٰ علم دے دے۔ تو کوئی تحقیقات دنیا میں نہیں ہو سکتی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ الہام آلہی میں بے شک ایسے امور ہوتے ہیں۔ جو انسان کو خود معلوم نہیں ہو سکتے۔ لیکن دنیا کی سب باتوں کا مفصل علم اس میں نہیں ہوتا۔ دنیا میں ہزارہا امور ایسے ہیں۔ جن کے متعلق کلام آلہی میں اشارے تو ہوتے ہیں۔ مگر تفاصیل نہیں ہوتیں۔ کیونکہ منشاء آلہی یہی ہے۔ کہ انسان خود تحقیقات سے انہیں معلوم کرے۔ پس الہام الہی میں ساری دنیا کے

علم کی تفصیلات

نہیں ہوتیں۔ کہ انسان اس کے بعد علمی جستجو بند کر دے۔ دراصل عقل اور الہام کے مختلف کام ہیں۔ عقل سے ہم پیش آمدہ واقعات کو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن کئی ایسی گتھیاں ہیں۔ جن کے حل کرنے میں انسانی عقل اور قیاس عاجز رہتے ہیں۔ اور سوائے اس کے چارہ نہیں ہوتا۔ کہ خدا تعالیٰ خود اس معمہ کو حل کرے۔ انسان قیاس سے کسی نتیجہ پر پہنچنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہوتا ہے۔ مگر اسے خدا کی طرف سے ایسی

روشنی اور نور

دیا جاتا ہے۔ کہ اس معمہ کو حل کر لیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی بہت سی مثالیں پیش کی ہیں۔ اور لکھا ہے۔ کہ کلام الٰہی اس طرح نازل ہوتا ہے۔ جس طرح آفتاب کی کرنیں دیوار پر پڑتی ہیں۔ اور اس مشکل کو جسے انسان سوچ رہا ہوتا ہے۔ حل کر دیتا ہے۔ گویا

الہام کا کام

یہ ہے۔ کہ عقل کو سرگردانی سے بچائے ؛

ایک اور وسوسہ جو ان لوگوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے یہ ہے، کہ مانا عقل انسانی سے وہ معرفتِ تامہ حاصل نہیں ہوتی۔ جس کا الہامی کتب میں ذکر ہے۔ مگر کچھ نہ کچھ تو ضرور حاصل ہو ہی جاتی ہے، اور نجات کے لئے اسی قدر کافی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ

نجاتِ کامل کے لئے

یقین کامل ضروری ہے۔ اور یقین کامل حاصل کرنے کے لئے الہامِ کامل کی ضرورت ہے۔ ہم اگر انسانی زندگی کے مقصود کو پانا چاہتے ہیں۔ تو اس میں صرف عقل سے کامیابی محال ہے عقل سے سوائے وساوس پیدا ہونے کے کچھ نتیجہ نہیں برآمد ہو سکتا۔ صدیوں سے حکماء اور فلسفہ دان دنیا کا سر معلوم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ لیکن اگر فلسفہ کی تاریخ کو دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ آج تک ایک بات کا بھی فیصلہ نہیں کر سکے۔ پس اگر عقل پر ہی حصر کرتے۔ تو کوئی انسان زندگی کے مقصد کو حاصل نہ کر سکتا۔ یہ کلامِ الٰہی کی برکت ہے۔ کہ انسان نے پہلے زندگی کے مقصد کو پایا۔ اور پھر معرفت الٰہی حاصل کی ؛

کلام الٰہی سے ہی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اس کا

تجربہ

یوں کیا جا سکتا ہے۔ کہ چند ایک بچوں کو لے کر انہیں ایسے ماحول میں رکھا جائے۔ کہ انہیں معلوم نہ ہو سکے۔ خدا تعالےٰ کا کلام بھی کبھی انسان پر نازل ہوا ہے۔ اور خالی عقل پر ہی انہیں چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ زمین اور دوسرے سیاروں کو دیکھ کر ایسے محوِ حیرت ہونگے۔ کہ انہی کی پرستش شروع کر دیں گے۔ یا پھر دہریہ ہو جائیں گے۔ گویا ان کی زندگی ایک توہم کی زندگی ہوگی۔ وہ یقیناً یا تو دہریہ ہونگے۔ یا توہم پرست بنیں گے۔ اور انہیں معرفتِ الٰہی ہرگز حاصل نہ ہوگی ؛

چنانچہ بولشویک اسی طرح کرتے ہیں۔ وہ ظاہر تو یہ کرتے ہیں۔ کہ ہم بچوں کو ابتداء میں ہی مذہبیات سے آگاہ کرنا نہیں چاہتے۔ بڑے ہو کر وہ جو مذہب چاہیں۔ اختیار کر سکتے ہیں۔ مگر در اصل وہ اُن کو دہریہ بناتے ہیں۔ چنانچہ

روسی بچوں کو

اس بات کا علم تک نہیں ہونے دیا جاتا۔ کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں۔ جن پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے۔ کہ روس کی آئندہ نسل دہریت کے خیالات میں تربیت پا رہی ہے کیونکہ خالی عقل سے خدا تعالےٰ کو پانا ناممکنات سے ہے۔ کیا آج تک کوئی ایسا خدا شناس پیدا ہوا۔ جس نے دعوےٰ کیا ہو کہ اس نے عقل سے خدا تعالےٰ کو پا لیا۔ میں نے کیمبرج کے پروفیسر اجرام فلکی کا ایک لیکچر سنا۔ جس میں اس نے بیان کیا۔ کہ

آج کل کی سائنس

مذہب سے ہمدردی رکھتی ہے۔ مگر وہ درجۂ یقین پیدا نہیں کر سکتی جو الہام کی صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگرچہ فی زمانہ اس خیال کو جسے مادیت کہا جاتا ہے۔ اتنا فروغ حاصل نہیں جتنا کسی اور زمانہ میں تھا۔ مگر پھر بھی انسان کے اندر وہ درجۂ یقین پیدا نہیں۔ جو گناہ کو جلا دیتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ خیال جس پر برہمو سماج کی بنیاد ہے۔ لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہے ؛

پس

کلام الٰہی کی ضرورت

ثابت ہے۔ اور اسے تسلیم نہ کرنا اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے جس طرح برہمو سماج اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈال کر ضائع کر چکی ہے۔ ایسی طبائع حقیقی ایمان سے محروم رہتی ہیں۔ اور اس طرح اپنی زندگی کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتیں ؛

مسلمانانِ نواں شہر دوآبہ پر انتہائی ظلم

گورنمنٹ جلد سے جلد توجہ کرے

کانگریس کی فتنہ انگیزی اور فساد پسندی کے باعث گورنمنٹ نے گذشتہ سال یہ ضروری سمجھا۔ کہ قصبہ نواں شہر میں تعزیری پولیس کی چوکی قائم کرے۔ پچھلے دنوں سے اس کے تاوان کا سوال درپیش ہے۔ یہ امر کسی ثبوت کا محتاج نہیں ہے۔ کہ اس سارے شور و شر میں جو کانگرس نے اٹھا رکھا تھا۔ مسلمانان شہر کا کوئی حصہ نہ تھا۔ یہ لوگ انتہا درجہ کے غریب ہیں۔ سارے شہر میں ایک مسلمان بھی انکم ٹیکس دینے والا نہیں ہے۔ کوئی مسلمان انٹرنس تک پڑھا ہوا بھی نہیں ہے۔ بیشتر حصہ ان کا کاشتکاری کرتا ہے۔ اور باقی اپنے ہندو ہمسایوں کی دوکانوں پر مزدور ہیں۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ ایسی حالت میں انہیں اتنی فرصت بھی نہیں ہو سکتی۔ کہ اس قسم کے فتنوں میں حصہ لیں۔ خود پولیس اور دیگر حکام کی رپورٹیں اس پر شاہد ہیں۔ کہ مسلمان کامل طور پر اس تحریک سے بیزار رہے۔

لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی دیکھئے۔ کہ بوقت تشخیص ٹیکس اگر سب سے بڑے مجرم ثابت ہوتے ہیں۔ تو وہ بیکس و بے زبان مسلمان ہی ہیں۔ ان کی انتہائی امن پسندی اور کامل بے گناہی کے باوجود انہیں سخت سے سخت سزا دی گئی ہے۔ اور ٹیکس کا بیشتر حصہ غریب مسلمانوں پر ڈالا گیا ہے۔ تشخیص کنندہ افسران یعنی تحصیل دار صاحب افسر مال صاحب اور سب انسپکٹر صاحب پولیس تمام کے تمام ہندو ہیں۔ اور ان کے تمام مشیر کار بھی ہندو ہیں۔ ہماری سمجھ میں مطلقاً نہیں آیا۔ کہ ہم کس جرم کی پاداش میں پکڑے گئے ہیں۔ کوئی ایک بھی تو شہادت اس امر کی نہیں ہے کہ کسی مسلمان نے کوئی حصہ اس تحریک میں لیا ہو۔ پھر حیرت ہے۔ کہ ہم پر کیوں ٹیکس لگایا گیا ہے۔ ہندو افسران نے ساری کارروائی درون پردہ کی ہے اور کسی ایک مسلمان سے بھی مشورہ نہیں لیا۔

ہم گورنمنٹ سے پر زور درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ دانشمندی اور رعایا پروری سے کام لے۔ اور انصاف کا اس طرح خون نہ ہونے دے ورنہ اگر گنہگار اور بے گناہ اس طرح ایک ہی لاٹھی سے ہانکے جانے لگے تو بہت مصیبت آ جائیگی۔ گورنمنٹ اس بات کو سوچے۔ کہ آخر اس ٹیکس کا کوئی اصول بھی ہونا چاہیئے۔ کیا گورنمنٹ سے وفاداری اور امن پسندی کا صلہ یہی ہے۔ گورنمنٹ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ کانگرس کی تحریک ابھی دب نہیں گئی۔ اور آئندہ شاید وفا کا امتحان اس سے بھی سخت ہو جائے۔ اگر حکومت وفاداری کی داد اسی طرح دے۔ تو غریب مسلمانوں کو کیا پڑی ہے کہ ہمسایوں کا ظلم بھی سہیں۔ وفاداری کی وجہ سے ان کی ملامتوں سے بھی محروم ہوں۔ اور بھی ہزاروں طرح سے تنگ کئے جائیں۔ اور پھر گورنمنٹ ان کے پیچھے ایسے لوگوں کو لگا دے۔ جو انہیں تباہ و برباد کر دیں۔ ہندو افسران نے کمال ہوشیاری سے یہ ٹیکس لگا کر مسلمانوں کی تباہی کی راہ نکالی ہے۔ اور اس کے اعلان میں اتنی پوشیدگی برتی ہے۔ کہ کسی ایک شخص کو بھی منادی کا علم نہیں ہوا۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ کہ کوئی منادی ہوئی ورنہ کیا ممکن تھا۔ کہ کوئی ایک بھی عذر داری اندر میعاد نہ ہوتی۔ گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ فوراً اس ناانصافی کیطرف توجہ کرے۔ اور ٹیکس کی وصولی فوراً بند کرا کر تحقیقات کرے۔ اور مسلمانوں کو اس ظلم سے نجات دلائے

مسلمانانِ نواں شہر

جامعہ احمدیہ کے ایک طالب علم کو انعام

۲۳ دسمبر ۱۹۳۰ء گورنر صاحب بہادر پنجاب نے اپنے ہاتھ سے مولوی عطاء الرحمٰن پسر ماسٹر مولا بخش صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ کو پنجاب یونیورسٹی کے امتحان مولوی فاضل میں اول رہنے کی وجہ سے تمغہ عطاء فرمایا۔ ہم اس کامیابی پر مبارکباد کہتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ جامعہ کے طلباء تعلیم میں اپنی امتیازی شان پیدا کرنے کی کوشش کریں گے ؛

28

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق باللہ

دنیا میں بہت سے باکمال انسان ہوئے اور ہوتے رہینگے لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جس طرح تمام کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں جمع تھے۔ اس کی نظیر کسی دوسرے میں تلاش کرنا محال ہے۔ وہی ایک انسان کامل ایسا ہوا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کی محبت اور اس کے احکام کی اطاعت میں ایسا محو کر دیا۔ کہ خود باری تعالیٰ اس کے متعلق فرماتا ہے۔ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین۔ یعنی کہدے۔ کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے۔

عشقِ الٰہی

باوجودیکہ اللہ تعالےٰ آپ کی شان میں فرماتا ہے۔ الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ۔ پھر فرماتا ہے دنیٰ فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ اور فرماتا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ۔ لیکن پھر بھی حضور علیہ السلام کا یہ حال تھا۔ کہ کبھی اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرتے۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھکر خدا تعالےٰ کی عبادت کرتے۔ اور نماز میں اتنی اتنی دیر کھڑے رہتے۔ کہ پاؤں ورم کر جاتے۔ یادِ الٰہی میں انہماک کا یہ حال تھا۔ کہ ان لوگوں کو جو آپ کی جان کے دشمن اور خون کے پیاسے تھے۔ یہ کہنا پڑا۔ کہ محمد (صلعم) کو رب کا عشق ہو گیا ہے۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی رات تہجد کی نماز میں اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں سوج جاتے۔ اور پھٹ جاتے۔ میں نے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ آپ کے ذمہ تو کوئی گناہ نہیں۔ آپ کیوں ایسی تکلیف کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہؓ! کیا میں اللہ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری)

باوجود اس قدر تعلق باللہ کے حضور علیہ السلام کبھی یہ نہ کہتے۔ کہ ہم اپنے اعمال کے ذریعہ جنت کے وارث بن جائیں گے۔ بلکہ ہمیشہ یہی فرماتے کہ جو کچھ ملیگا۔ وہ خدا کے فضل سے ملیگا چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دفعہ یہ فرماتے ہوئے سُنا۔ کہ کسی کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہ ہونگے۔ آپ نے جواب دیا۔ میں بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہ ہونگا۔ بلکہ خدا کا فضل اور اس کی رحمت مجھے ڈھانپ لیگی۔ تو میں جنت میں داخل ہونگا۔ اس لئے تم نیکی کرو۔ اور سچائی سے کام لو۔ اور خدا کے قرب کو تلاش کرو۔ اور تم میں سے کوئی موت کی آرزو نہ کرے۔ کیونکہ اگر وہ نیک ہے۔ تو شاید نیکی میں اور ترقی کرے۔ اور اگر بد ہے۔ تو شاید اس کی توبہ قبول ہو جاتے۔ اور اُسے رضائے الٰہی حاصل کرنے کا موقعہ مل جائے۔

خوفِ الٰہی

جتنا زیادہ حضور علیہ السلام کو خدا تعالےٰ کا قرب نصیب تھا اتنا ہی زیادہ حضور غنائے الٰہی سے بھی خائف رہتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ واللّٰہ ما ادری وانا رسول اللّٰہ ما یفعل بی۔ خدا کی قسم میں نہیں جانتا باوجود اس کے کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا۔ اسی طرح مسلم کی حدیث میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ جب آیت پڑھی انذر عشیرتک الاقربین۔ یعنے ڈرا اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔ تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو پکارنا شروع کیا۔ کہ اے قبیلہ بنی کعب بن لوئی بچاؤ اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے۔ . . . . اے بنی ہاشم بچاؤ اپنی جانوں کو آگ سے۔ اے میرے دادا عبدالمطلب کے خاندان کے لوگو! بچاؤ اپنے آپ کو آگ سے۔ اے فاطمہ میری بیٹی! بچا اپنے آپ کو آگ سے۔ اللہ تم کو عذاب دینا چاہے۔ تو میں کچھ نہ کر سکونگا۔ ہاں میری تم سے رشتہ داری ہے۔ اس کے حقوق بے شک میں پورے کرنے کو تیار ہوں۔ (مسلم)

جنگ بدر کے موقع پر باوجود اس کے کہ نصرت الٰہی اور فتح مندی کا وعدہ تھا۔ آپ کی جو حالت تھی۔ اس کے متعلق حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر میں ایک دن خیمہ میں تھے۔ اور فرماتے تھے۔ اے میرے خدا! میں تجھے تیرے عہد اور وعدے یاد دلاتا ہوں۔ اور ان کے ایفا کا طالب ہوں۔ اے میرے رب اگر تو ہی (مسلمانوں کی تباہی) چاہتا ہے۔ تو آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہیگا۔ اس پر حضرت ابوبکر رضؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ بس کیجے۔ آپ نے تو اپنے رب سے دعا کرنے میں حد کر دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت زرہ پہنی ہوئی تھی۔ آپ خیمہ سے باہر نکل آئے۔ اور فرمایا۔ ابھی ان لشکروں کو شکست ہو جائیگی۔ اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائینگے بلکہ یہ وقت ان کے انجام کا وقت ہے۔ اور یہ وقت ان لوگوں کے لئے نہایت سخت اور کڑوا ہے۔

آپ ان مقامات میں ٹھیرنا برداشت نہ کرتے تھے۔ جہاں کسی قوم پر عذاب آچکا ہو چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے موقعہ پر مقام حجر پر اُترے۔ تو آپ نے صحابہؓ کو حکم دیا۔ کہ اس کنویں سے پانی نہ پیئیں۔ اور نہ بھریں۔ یہ سنکر صحابہ نے جواب دیا۔ ہم نے اس پانی سے آٹا گوندھ لیا ہے۔ اور پانی بھر لیا ہے۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ اس آٹے کو پھینک دو۔ اور اس پانی کو بہا دو۔

توکل علی اللہ

حضور علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی ذات پر پورا توکل تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ سخت سے سخت مشکل میں بھی ذرا نہ گھبراتے۔ مثال کے طور پر ہجرت کا واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضؓ کے ساتھ رات کے وقت مکہ سے تشریف لے گئے۔ اور دن کے وقت ایک غار میں چھپ گئے۔ دشمن آپ کا تعاقب کرتے ہوئے اسی غار کے منہ پر پہونچ گئے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضؓ فرماتے ہیں۔ میں نے مکہ کے کافروں کے پاؤں دیکھے۔ جبکہ وہ ہمارے عین سروں پر کھڑے تھے۔ اور میں نے کہا۔ اے اللہ کے رسول اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کو دیکھے۔ تو ہم کو دیکھ لیگا۔ آپ نے فرمایا۔ لا تحزن ان اللّٰہ معنا۔ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (بخاری)

غور طلب بات ہے۔ کہ ایسے خطرناک وقت میں جبکہ دشمن غار کے منہ پر کھڑا تھا اور بظاہر وہاں سے بچ نکلنے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ آپ کتنے اطمینان کے ساتھ فرماتے ہیں۔ "اے ساتھی غم نہ کر۔ خدا ہمارے ساتھ ہے" یعنی جب خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تو وہ ضرور ہمارے بچاؤ کی کوئی سبیل پیدا کر دیگا۔ ایسے مشکل وقت میں یہ کلمات کسی معمولی انسان کے منہ سے ہرگز نہیں نکل سکتے۔ بلکہ ایسے ہی انسان کے منہ سے نکل سکتے ہیں۔ جسے خدا کی طاقتوں اور اس کی قدرتوں پر پورا پورا ایمان ہو۔

اسی طرح حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لشکر کے ہمراہ نجد کے علاقہ سے واپس آ رہے تھے۔ کہ راستہ میں دوپہر بسر کرنے کے لئے ایک ایسی وادی میں ڈیرہ لگایا۔ جہاں بہت سے کانٹے دار درخت تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ایک کیکر کے درخت کے نیچے اُترے۔ اور لشکر کے لوگ مختلف درختوں کے سایہ میں پہنچنے کے لئے ادھر ادھر متفرق ہو گئے۔ آپ نے اپنی تلوار اسی کیکر سے لٹکا دی۔ پھر لشکر کے سب سپاہی سو گئے۔ کہ اچانک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو بلایا۔ ہم گئے۔ تو دیکھا کہ ایک گاؤں کا آدمی آپ کے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا۔

میں سو رہا تھا۔ کہ اس شخص نے مجھ پر تلوار کھینچی۔ اور کہا۔ میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے۔ میں نے کہا۔ اللہ۔ اس پر اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ اور میں نے اٹھا لی۔ اور کہا۔ تجھے کون بچا سکتا ہے۔ تو اس نے معافی مانگ لی۔ اور کہا۔ مجھ سے درگذر فرمایئے اس پر آپ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ اور کوئی سزا نہ دی۔ وہ جب اپنی قوم میں واپس گیا۔ تو کہنے لگا۔ کہ میں ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو سب سے بہتر انسان ہے"۔ (بخاری)

دیکھئے کتنا کامل ایمان ہے۔ کہ سخت سے سخت گھبراہٹ کے وقت میں بھی پائے ثبات میں ایک ذرا لغزش نہیں آتی۔ ایسا توکل ہرگز کسی جھوٹے انسان میں نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کسی پُر فریب دل میں ٹھہر سکتا ہے۔

یادِ الٰہی

خدا کی یاد اور اس کے ذکر کی حضور علیہ السلام کو اس قدر تڑپ تھی۔ کہ مرض الموت کی حالت میں بھی سر پر پٹی باندھے۔ اور دو شخصوں کے کندھوں کا سہارا لئے ہوئے مسجد میں تشریف لائے حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔" شدت درد کی وجہ سے آپ کے قدم زمین سے چھوتے جاتے تھے۔ آپ چودہ دن بیمار رہے۔ ان میں سے گیارہ دن خود نماز پڑھاتے رہے۔ گیارھویں دن سخت کمزوری اور بے ہوشی کی وجہ سے فرمایا۔ ابوبکر رضؓ نماز پڑھائے۔ جب حضرت ابوبکر رضؓ کھڑے ہوئے۔ تو اُن پر اور صحابہ رضؓ پر ایسی رقت طاری ہوئی۔ کہ مسجد آہ و بکا کے شور سے گونج اُٹھی۔ حضور علیہ السلام کی طبیعت میں کچھ سکون تھا۔ اس لئے رونے کی آواز سُنکر مسجد میں تشریف لے آئے۔ اور حضرت ابوبکر رضؓ کے برابر بائیں طرف بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ آخری دن بھی حضورؐ نے حجرہ مبارک کا پردہ ہٹایا۔ جو مسجد کی طرف پڑا ہوا تھا۔ اور یہ دیکھ کر کہ مسلمان نماز میں ہیں۔ اور صفیں درست ہیں۔ حضور علیہ السلام کے چہرہ پر بشاشت اور مسکراہٹ آگئی۔ آخری کلمات جو زبان مبارک سے نکلے۔ وُہ یہ تھے۔ الصلوٰۃ۔ الصلوٰۃ۔ وما ملکت ایمانکم۔ نماز۔ نماز اور لونڈی غلام کے حقوق۔ پھر فرمایا۔ اللھم الرفیق الاعلےٰ "اللہ بہترین رفیق" ایسی سخت تکلیف کی حالت میں بھی جو پاک انسان ذکر الٰہی سے غافل نہ ہو۔ اُس کی صحت کی حالت میں یادِ الٰہی سے وابستگی کا قیاس اسی سے کیا جا سکتا ہے۔

خوفِ آخرت

مرض الموت کی حالت میں فرمایا۔" تمہاری طرح میں بھی ایک انسان ہوں۔ بالکل ممکن ہے۔ کہ کبھی میرے ہاتھ سے کسی کو کوئی تکلیف پہونچی ہو۔ اس لئے اگر کسی کو میرے ہاتھ سے ایذا پہونچی ہو۔ تو وُہ آج بدلہ لے لے۔ اور اگر کسی کا میرے ذمہ قرض ہو۔ تو وُہ ادا کرنے کو حاضر ہوں۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے حضور مجھے جوابدہ ہونا پڑے"!

وہ پاک انسان جس نے اپنی تمام عمر دنیا کو اذیت سے بچانے کے لئے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اور غمگساری میں خرچ کر دی۔ وہ اور اس کے ہاتھ سے کسی کو ایذا پہنچی ہو۔ اور اس سے بدلہ لینے کا کوئی شخص خیال کرے۔ ایک ناممکن بات تھی اپنی نمایاں دیانتداری اور امانتداری کے صلہ میں اوائل عمر میں امین کا جو معزز لقب پایا تھا۔ اسکو جس خوش اسلوبی کیساتھ آخری وقت تک نبھایا اس کے ثبوت کیلئے ان الفاظ کو بار بار پڑھئے۔ اگر تم میں سے کسی کا مجھے قرضہ دینا ہے تو ادا کرنے کو حاضر ہوں اور اگر کسی کو میرے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو۔ تو وہ آج بدلہ لے لے میں نہیں چاہتا۔ کہ خدا تعالیٰ کے حضور مجھے جوابدہ ہونا پڑے۔

سفرِ آخرت

باوجودیکہ حضور علیہ السلام کو سینکڑوں فرائض روزانہ سرانجام دینے پڑتے تھے۔ لیکن کسی وقت بھی آپ سفر آخرت سے غافل نہ رہتے تھے۔ ہر دم موت کو یاد رکھتے۔ اور دنیا کی مثال ایسی سمجھتے جیسے کوئی مسافر آرام کرنے کے لئے کسی درخت کے نیچے ٹھہر جائے۔ عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے۔ پھر اٹھے۔ تو آپ کے پہلو میں اس چٹائی کے نشان لگے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ اجازت ہو۔ تو آپ کے لئے نرم بچھونا تیار کریں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے دنیا کے آرام و آسائش سے کیا واسطہ۔ میں نہیں ہوں دنیا میں مگر مسافر سوار کی طرح۔ جو ذرا کسی درخت کے نیچے آرام لینے کے لئے ٹھہر گیا۔ پھر اسے چھوڑ کر چل کھڑا ہوا" (ترمذی)

اسی طرح ابن عمر رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے شانہ کو پکڑ کر فرمایا۔ دنیا میں اسطرح ہو جا۔ کہ تو بے وطن ہے بلکہ تو ایسا ہو جا۔ گویا کہ تو راستہ پر چلنے والا مسافر ہے" (بخاری)

ادائیگی فرض کا پاس

زندگی کے آخری سال جب حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو عرب کے ہر اطراف سے لوگ پروانہ وار اس شمع پر جان نثار کرنے کے لئے جمع ہو گئے عرفات کے میدان میں حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا۔ اے لوگو قیامت کو تم سے میری نسبت بھی سوال ہوگا کہ اس نے اپنے فرض کو کس طرح پر ادا کیا۔ بتاؤ۔ خدا کو کیا جواب دوگے؟ سب نے یکزبان ہوکر کہا ہم شہادت دیتے ہیں۔ کہ آپنے ہدایت کو گمراہی سے الگ کرکے دکھا دیا اور بیشک بیشک آپ نے اپنے فرض کو ادا کر دیا۔ اسوقت حضورؐ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اُٹھا کر اور لوگوں کی طرف جھکا کر تین بار فرمایا۔ اے اللہ گواہ رہ۔ اے اللہ گواہ رہ۔ اے اللہ گواہ رہ"۔

لاکھوں رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اس پاکوں کے سردار پر جسنے اپنا آرام۔ اپنی عزت۔ وجاہت۔ مال و دولت۔ عزیز و اقارب اپنا وطن۔ غرض کہ تن۔ من دھن۔ سب کچھ خدا کی راہ میں اسکے نام کو بلند کرنیکے لئے قربان کر دیا۔ اور خدا تعالیٰ سے وہ تعلق پایا۔ جو کسی دوسرے انسان کو حاصل نہیں ہوا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

خاکسار عبدالحمید سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ نئی دہلی

آریہ سماج کی موت اور جماعت احمدیہ کی زندگی

آریہ سماجی لیڈروں کا اعتراف

گذشتہ دو پرچوں میں آریہ سماجی لیڈروں کے اقوال سے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچائی جا چکی ہے۔ کہ آریہ سماج مذہبی طور پر مردہ ہو چکی ہے۔ اس کے متعلق چند ایک نئے اقتباسات درج ذیل ہیں۔

مہاشہ چرنجی لال جی پریم ایڈیٹر آریہ مسافر لاہور لکھتے ہیں "مجھے چونکہ باہر سماجوں میں جانیکا اکثر موقعہ ملتا رہتا ہے۔ اس لئے ان کی اوستھا کو دیکھ کر سخت رنج و قلق ہوتا ہے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے کہ پنجاب میں شاید ہی کوئی آریہ سماج ہو۔ جس میں دو یا دو سے زیادہ پارٹیاں نہ ہوں۔ کرم کانڈ کی تو کون کہے۔ آریہ سماسد ویدک سدہانتوں سے بالکل کورے ہی نظر آتے ہیں۔ کئی سماجوں پر تالے لگ چکے ہیں۔ کئی نیم مردہ حالت میں سسک رہی ہیں۔

آہ آج وہ پرجوش نوجوان آئیں بھی کہاں سے جبکہ آریہ سماجیوں نے دیگر مذاہب کی مسلمہ کتب کا مطالعہ کرنا تو کجا رہا۔ اپنے گرنتھوں کا سوادھیا بھی ترک کر رکھا ہے۔ آج آریہ سماجوں کے ست سنگوں اور سالانہ جلسوں میں اکثر لیکچر ایسے ہوتے ہیں۔ جن کا ویدک سدہانتوں سے کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔

آہ! وہ آریہ سماج جس کے کارکنوں کے یہ عوصلے تھے کہ مکہ اور مدینہ میں اوم کا جھنڈا گاڑیں گے۔ اور جو شہنشاہ جارج پنجم کو ویدک دھرمی بنانے۔ اور یورپ تو کجا چاردانگ عالم میں ویدک دھرم کا ڈنکہ بجانے کا خواب دیکھا کرتے تھے آج ایسے مدہوش ہو رہے ہیں۔ کہ کروٹ تک نہیں بدلتے۔ میں تو جب موجودہ اوستھا پر نگاہ ڈالتا ہوں تو آنکھوں سے آنسو آ جاتے ہیں"۔ (آریہ ویر ۲۴ دسمبر ۱۹۳۳ء)

الفاظ صاف اور بالکل واضح ہیں۔ کسی تبصرہ یا حاشیہ آرائی کے قطعاً محتاج نہیں "آریہ سماسد ویدک سدھانتوں سے بالکل کورے ہی نظر آتے ہیں کئی سماجوں پر تالے لگ چکے ہیں۔ اور کئی نیم مردہ حالت میں پڑے سسک رہے ہیں" خاص طور پر قابل مطالعہ الفاظ ہیں۔ یہ وہ تبصرہ ہے جو ایک ایسے آریہ سماجی نے جسے "باہر سماجوں میں جانیکا اکثر موقعہ ملتا رہتا ہے"۔ آریہ سماج کی موجودہ حالت پر کیا ہے۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر کر کیا ہے۔ ان حالات میں آریہ سماج کے مردہ ہونے میں کیا شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے۔ اسی پرچہ میں آریہ ویر کے قابل مدیر موجودہ آریہ سماج کی حالت کی تصویر بایں الفاظ پیش کرتے ہیں۔

"آریہ سماج میں ایسے ویکتی پیدا ہو رہے ہیں۔ جن کو آریہ سماج کے سدھانتوں پر وشواش نہیں۔ اور جنہوں نے اپنا کام ہی ان کے خلاف پرچار کر کے اپنا گورڈم اور ہٹھ چلانا بنا رکھا ہے۔ جہاں تک آریہ سدھانتوں کو عملی جامہ پہنانیکا تعلق ہے۔ ہمیں یہ سویکار کرتے ہیں۔ کوئی لیت ولعل نہیں کہ ہم میں سے بہت سے آریہ بھائیوں کی شاید اس معیار میں پوری نہ اتر سکے"۔

"آریہ سدھانتوں کے وروڈھ اور وشواش پھیلایا جارہا ہے"

ایک آریہ مشنری کی بانی سماج کے خلاف سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔:

"بدقسمت آریہ سماج کے مشنری پیدا کرنے والی سنستھا کے آچاریہ پد کو شوبھت کرنے والے مہانو بھاؤ کو خود رشی دیانند اس کے وید بھاشیہ اور سدھانتوں پر پورنتا وشواش نہیں۔ ان جیسے اور بھی چند مہانو بھاؤ ہیں۔ جو آریہ سماج میں رہ کر اس کے بینتار اپدیشک آدی رہ کر دیانند اور آریہ سدھانتوں سے وشواش گھات کر رہے اور ان کے متعلق اشردھا پھیلا رہے ہیں۔ دو لفظ اس سلسلہ میں ہم آریہ بھائیوں سے بھی کہ دینا چاہتے ہیں۔ آریہ بھائیو جہاں آریہ سدھانتوں پر آگھات کرنے اور ان کے متعلق اشردھا پھیلانے والے بھائی آریہ سماج کے لئے ہانی کارک سدھ ہو رہے ہیں۔ وہاں ہم بھی جنہوں نے پرچار آنے دینے میں ہی اپنے آپ کو آریہ سماجی سمجھ رکھا ہے کم قصوروار نہیں۔ ہم سوادھیائے نہیں کرتے آریہ سدھانتوں کا ہمیں گیان نہیں ہوتا"۔

ان حوالہ جات کو پڑھ کر یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آریہ سماج کا تمام آوا ہی بگڑ چکا ہے۔ نوجوان بچے۔ بوڑھے۔ مشنری اور عام پبلک سب اس سے روگردان ہو چکے ہیں۔:

مہاشہ چرنجی لال صاحب پریم نے اپنے مذکورہ بالا مضمون میں جہاں آریہ سماج کی اس ناگفتہ بہ حالت کا رونا رویا ہے۔ وہاں جماعت احمدیہ کی زندگی اور بیداری کا بھی صاف الفاظ میں اقرار کیا ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔

"قادیانیوں کی طرف سے اس وقت ایک درجن کے قریب اخبار اور رسالے نکل رہے ہیں۔ جن میں آئے دن ویدک دھرم بھگوان دیانند اور آریہ سنتھا پر سخت سے سخت حملے کئے جاتے ہیں۔ مرزائی لوگ ہمارے گرنتھوں کی کھوج میں لگے رہتے ہیں۔ ..... مجھے ایک مرزائی بھائی نے تو یہاں تک کہا۔ آریہ سماجی تو ویدوں کا ترجمہ کر چکے۔ اب ہمارے ودوان اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے کئی سرکردہ علما محض اس کام میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ وہ دیگر مذاہب خصوصاً آریہ سماج کی مسلمہ کتب کا مطالعہ کریں اور ان پر جو سخت سے سخت اعتراض کر سکتے ہوں انہیں تیار کریں یہ چند کام میں نے بطور مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ذکر کیا ہے جو منظم طریق پر ہو رہے ہیں۔ لیکن ان کے افراد بھی اپنے طور پر اپنے مطالعہ کو وسیع کرنے اور اپنے آپ کو دین کی تبلیغ کے لئے بہتر سے بہتر بنانے میں مصروف رہتے ہیں"۔ یہ الفاظ اس امر پر شاہد ہیں۔ کہ آریہ سماج جہاں اپنی موت کو بخوبی محسوس کر رہی ہے۔ وہاں اسے یہ بھی نظر آرہا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہی ہے۔

حصہ وصیت میں اضافہ

مختار احمد صاحب ایاز کلرک راولپنڈی تحریر فرماتے ہیں۔ میری وصیت ۳۰۷۰ آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی ہے۔ مگر میں یکم جنوری ۱۹۳۱ء سے انشاء اللہ تعالیٰ اپنی ماہوار آمد کا (جو اس وقت مبلغ پچاس روپیہ ہے۔) تازیست بجائے ۱/۱۰ حصہ کے ۱/۸ حصہ ادا کرنا شروع کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی اس کی توفیق عطا کرے۔ سیکرٹری مجلس مقبرہ بہشتی قادیان

سکنی اراضی کی قیمت میں غیر معمولی رعایت

اس سال معمول سے زیادہ رعایت کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور رعایت کی میعاد بھی بڑھا دی گئی ہے۔ یہ رعایت ۲۰ نومبر ۱۹۳۰ء سے ۳۱ جنوری ۱۹۳۱ء تک رہیگی۔ محلہ دارالبرکات (بالمقابل ریلوے اسٹیشن) اور محلہ دارالرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں۔ اصل قیمت دارالبرکات میں برلب سڑک کلاں یعنی بازار ریلوے روڈ ۳۵ فی مرلہ اور اندرون محلہ ۲۵ اور ۲۰ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ قیمت کم کر کے علی الترتیب ۲۷ اور ۲۰ اور ۱۶ فی مرلہ کر دی گئی ہے۔ محلہ دارالرحمت میں اصل قیمت ۲۵ فی مرلہ برلب سڑک کلاں اور اندرون محلہ ۲۰ اور ۱۶ فی مرلہ مقرر ہے۔ یہ قیمت کم کر کے علی الترتیب ۲۰ اور ۱۶ اور ۱۵ کر دی گئی ہے۔ جو احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ .... ابھی سے آرڈر بھیج دیں۔ کیونکہ بہت تھوڑے قطعات قابل فروخت ہیں۔ مگر یہ خیال رہے۔ کہ یہ رعایت صرف نقد اور یکمشت قیمت ادا کرنے والوں کے لئے ہے۔ والسلام

خاکسار: میرزا بشیر احمد قادیان

ایک ستر (۷۰) سالہ بوڑھے کی آواز

سنو! اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

موسم سرما زوروں پر اور سردی پورے جوبن پر ہے۔ نزلہ۔ زکام کھانسی جو سب بیماریوں کی جڑ ہیں۔ یہ موسم سرما کا معمولی سا کرشمہ ہیں۔ اس موسم میں ان عوارض سے شاید ہی کوئی بچتا ہو۔ اگر آپ ان خطرناک بیماریوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ جن کا آخری نتیجہ نمونیہ ہوتا ہے۔ تو آپ آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کر دیں۔ کیونکہ یہ اکسیر آپ کو نہ صرف ان عوارض سے ہی بچائیگی۔ بلکہ جملہ دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوریوں کو دور کرے گی۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنائیگی۔ اس کے استعمال سے کئی ناتوان اور گئے گذرے انسان از سر نو زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ خود میری ہی طرف دیکھئے۔ میں ستر سالہ بوڑھا ہوں۔ ہڈیوں کا پنجر ہو گیا تھا۔ مگر اکسیر البدن کے استعمال سے از سر نو جوان بن گیا۔ اگر آپ بھی تنومند ہو کر اپنی زندگی کو قابل رشک بنانا چاہتے ہیں۔ تو پھر آج سے ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کریں۔ یہ میرا ہی تجربہ نہیں بلکہ ڈاکٹر بھی بعد از تجربہ اسی نتیجہ پر پہونچے ہیں۔ چنانچہ:۔

ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب۔ آئی ایم ڈی

انڈین ملٹری ہسپتال کلکتہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"میں نے ایک دوست کیلئے آپ کی ایجاد کردہ اکسیر البدن منگوائی تھی۔ انہوں نے اس کو استعمال کیا اور ان کو اس سے بے حد فائدہ ہوا۔ میں آپ کو اس ایجاد پر مبارکباد دیتا ہوں۔ ایک شیشی اور بذریعہ وی پی جلد ارسال فرماویں"

قیمت فی شیشی جس میں ایک ماہ کی خوراک ہے۔ صرف پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ آٹھ آنہ علاوہ محصولڈاک۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ

تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ میرے گھر میں ... کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کے سرمے کے استعمال سے انکی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دور ہو گئی۔ اب انکی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل درست ہو گئی ہے۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور محض رفاہ عام کیلئے ان الفاظ کو آپ تک پہونچاتا ہوں۔ اسے ضرور شائع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں"۔ اکسیر البدن اور موتی سرمہ اکٹھا خریدنے والے کو محصولڈاک معاف۔ اگر فائدہ نہ ہو تو اپنی قیمت واپس لو:۔ ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ضروری اور مفید ٹریکٹ

انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان کے ٹریکٹوں کا سلسلہ عرصہ سے ملتوی ہے۔ لیکن احباب نے بار بار اصرار کیا ہے۔ کہ اس سلسلہ کو پھر از سر نو جاری کیا جاوے یہ بہت مفید چیز ہے نیز بعض غیر احمدی انجمنوں کے ٹریکٹوں کے جواب میں بھی ایسے ٹریکٹوں کا ہونا از بس ضروری ہے۔ اس لئے میں اور میرے ساتھیوں نے پھر ان ٹریکٹوں کو جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے۔ کہ وہ جس جس قدر تعداد ان ٹریکٹوں کی بحیثیت مستقل خریدار ہونے کے چاہتے ہوں۔ اس سے مطلع فرماویں۔ تاکہ اسی قدر طبع کرائے جا[ئیں۔] سیکرٹری صاحبان تبلیغ کو اس طرف جلد توجہ کرنی چاہئیے۔

خاکسار اللہ رکھا جالندھری قادیان

مرغیوں کی افزائش نسل کیلئے

اردو نصاب

اطلاع کے لئے مشتہر کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ پولٹری فارم گورداسپور میں مرغیوں کی افزائش نسل کے متعلق دو مختصر ورنیکلر نصاب ... ۱۹۳۱ء ... جنوری ۱۹۳۱ء سے ۸ فروری ۱۹۳۱ء تک اور دوسرا نصاب ۱۵ فروری ۱۹۳۱ء سے ۸ مارچ ۱۹۳۱ء تک جاری رہیگا۔ ان میں مندرجہ ذیل مضامین کی تعلیم دی جائے گی۔ پنجاب کے لئے مرغیوں کی موزوں اقسام۔ دیسی مرغیوں کی نسل کو بہتر بنانے کا طریق۔ مرغی خانہ بنانے کا طریق۔ مرغیوں کی پرورش۔ اقامت صحت اور افزائش نسل کے علاوہ انڈوں سے بچے نکالنے اور موسم گرما میں مرغیوں اور چوزوں کی نگہداشت کے متعلق مفید ہدایات۔ ان نصاب میں ۲۱ طالب علم داخل کئے جائیں جن سے کوئی فیس نہیں لی جائیگی البتہ انہیں اپنے قیام وطعام کا خود انتظام کرنا ہو گا۔ داخلہ کی درخواستیں فوراً پولٹری ایکسپرٹ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں بوساطت صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر محکمہ زراعت گورداسپور ارسال کرنی چاہئیں۔ (محکمہ اطلاعات پنجاب)

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان احمدی عمر تقریباً ۱۸ سال برسر روزگار کے واسطے رشتہ کی ضرورت ہے۔ پنجاب کے ضرورت مند احباب ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کریں:۔

ایم بابو فضل الٰہی صاحب احمدی سب پوسٹماسٹر دیپالپور ضلع منٹگمری

تپ دق کا

مجرب سنیاسی نسخہ

عرصہ دراز سے ہزاروں مایوس بیماروں پر تجربہ کی ہوئی دوا ہے حکماء و ڈاکٹروں کے لاعلاج مریضوں کو دو ہفتہ میں انشاء اللہ مکمل صحت ہو گی۔ قیمت یعنی لاگت دوائی فی شیشی پانچ روپے ہمیں دوائی کی کمائی ہے۔ مگر دولت کی نہیں۔ ثواب کا مطلب ہے

فاروقی سنیاسی احمدی سیالکوٹ پنجاب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ـــــ رنگون ۵ جنوری۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ ضلع یامیتھین میں فساد ہو گیا۔ اور کل بعد دوپہر باغیوں نے ایک گاؤں کو آگ لگادی۔ پولیس اور فسادیوں کے درمیان تصادم ہو گیا۔ فسادیوں کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی ؞

ـــــ حبیب گنج ۵ جنوری حبیب گنج کریمنل کورٹ کی بڑی عمارت رات کو جل کر خاک ہو گئی۔ کاغذ کا ایک پرزہ تک بھی نہ بچ سکا نقصان کا اندازہ ایک لاکھ روپیہ کیا جاتا ہے ؞

ـــــ کراچی ۶ جنوری ایک میونسپل کمشنر کو قانون نمک کی خلاف ورزی کی ترغیب دینے کے جرم میں ایک سال قید سخت کی سزا دی گئی ہے۔ اور سی کلاس میں رکھا گیا ہے ؞

ـــــ لنڈن ۵ جنوری۔ یہ امر یقینی نہیں۔ کہ ۲۰ جنوری کو گول میز کانفرنس ملتوی ہو جائے گی۔ ڈیلی گیٹوں میں بحیثیت مجموعی امید کی جھلک نظر آ رہی ہے۔ سر اے۔ پی پاترو جن کا برطانوی پارٹیوں سے گہرا تعلق ہے۔ اس رائے کا اظہار کر رہے ہیں۔ کہ اگلے ہفتے کانفرنس کے فیصلے ایسے ہوں گے۔ جو کانگرس کے نہایت ہی معقول پسند طبقہ کو قابل قبول ہونگے ؞

ـــــ لنڈن ۵ جنوری معلوم ہوا ہے۔ کہ مولانا محمد علی کی وفات سے گول میز کانفرنس میں جو جگہ خالی ہوئی ہے۔ وہ مولانا شوکت علی کو ممبر بنا کر پوری کی جائیگی ؞

ـــــ لنڈن ۵ جنوری آج پیڈنگٹن ہال میں مولانا محمد علی کی [illegible] ادا کی گئی۔ متعدد ہندوستانی طلباء اور والیان ریاست بھی شامل تھے۔ مسجد [illegible] نے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت مانگی۔ مولانا شوکت علی نے انگریزی میں کہا۔ تمام حاضرین اپنے عقیدہ کے مطابق مرحوم کے لئے دعا کریں۔ اس کے بعد چند منٹ کے لئے خاموشی رہی۔ اور حاضرین منتشر ہو گئے۔ بعد ازاں لاش ہندوستان لیجانے کے لئے اٹھائی گئی ؞

ـــــ ریاست جموں و کشمیر کی جاگیرات کے متعلق ایک نیا قانون نافذ ہوا ہے جس کی رو سے جاگیرداروں کے صرف سب سے بڑے لڑکے ہی جاگیروں کے وارث ہوا کریں گے ؞

ـــــ پشاور ۵ جنوری کنگ نادر شاہ نے کابل میں ایک علیحدہ لیڈی ہسپتال کھولنے کا حکم دیا ہے۔ غیر ملک کی ایک لیڈی ڈاکٹر اور بہت سی نرسوں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں ؞

ـــــ رنگون ۵ جنوری گورنمنٹ تھارادادی کے حادثہ کے متعلق اب اور کوئی اعلان شائع نہیں کرے گی۔ جب تک غیر معمولی واقعات رونما نہ ہوں کیونکہ صورت حالات پر اب اچھی طرح سے قابو پالیا گیا ہے باغی کچھ تو پکڑے گئے۔ اور کچھ جنگلوں میں بھاگ گئے ہیں ؞

ـــــ پٹنہ ۵ جنوری۔ بہار گورنمنٹ نے ایک اعلان میں بیان کیا ہے۔ کہ سارن ضلع کے بعض دیہات میں ایک سال کے لئے پچاس پچاس پولیس کانسٹیبلوں پر مشتمل تعزیری پولیس چوکیاں قائم کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان چوکیوں کا خرچ باشندگان دیہات پر پڑے گا۔ مسلمان اس ٹیکس سے مستثنیٰ رکھے جائیں گے۔ کیونکہ انہوں نے حکومت کے خلاف تحریک میں حصہ نہیں لیا ہے ؞

ـــــ ناگپور ۶ جنوری سی۔ پی۔ گورنمنٹ نے ضلع بلڈانہ میں حال ہی کے واقعات کے متعلق ایک اعلان جاری کیا ہے۔ کہ دیگر بے چینی پیدا کرنے والے اسباب کے علاوہ خاص حلقوں میں زمینداروں اور ساہوکاروں نے اس بات کی کوشش کی تھی۔ کہ نقدی کی بجائے روپیہ کی ادائیگی۔ جنس میں ہوتا کہ اجناس کے نرخ کی ارزانی کے باعث جو نقصانات ہو رہے ہیں۔ ان کا کچھ حصہ مزدور بھی برداشت کریں۔ برہمنوں مارواڑیوں اور ساہوکاروں کے گھر لوٹ لئے گئے۔ سخت کارروائی کی گئی۔ سو سے زیادہ اشخاص گرفتار کئے گئے ہیں اور مال مسروقہ برآمد کر لیا گیا ہے۔ اب صورت حالات پر قابو پالیا گیا ہے ؞

ـــــ امرتسر ۶ جنوری۔ آج سیشن جج کی عدالت میں امرتسر کا مقدمہ سازش پھر پیش ہوا جب سلطانی گواہ کمرہ عدالت سے باہر جانا چاہتا تھا۔ تو ایک ملزم نے اپنے بوٹ کا ایک پاؤں نکال کر اسکے منہ پر دے مارا ؞

ـــــ مدراس ۶ جنوری مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی کی صحت اچھی نہ تھی۔ ڈاکٹروں نے معاینہ کر کے رائے دی۔ کہ انہیں "فوراً" رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ گورنمنٹ آف انڈیا کے مشورے سے مدراس گورنمنٹ نے ان کو رہا کر دینے کے احکام جاری کر دئے ؞

ـــــ بمبئی ۶ جنوری سردار پٹیل نے اپنی جگہ بابو راجندر پرشاد کو انڈین نیشنل کانگرس کے قائمقام صدر مقرر کیا ہے ؞

ـــــ بمبئی ۶ جنوری چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ کی عدالت سے سردار ولبھ بھائی پٹیل [illegible] کو چھ ماہ اور نو ماہ قید کی سزائیں دی گئی ہیں۔ سزائیں ایک ساتھ شروع ہونگی ؞

ـــــ لاہور ۶ جنوری نئے مقدمہ سازش کے مفرور ملزم مسٹر سکھدیو کو دہلی میں گرفتار کر لیا گیا ہے ؞

ـــــ احمد آباد ۶ جنوری یرودا جیل سے مسٹر گاندھی کی تازہ چٹھی مظہر ہے۔ کہ ان کے وزن میں ½۱ پونڈ کا اضافہ ہو گیا ہے ؞

ـــــ لنڈن ۶ جنوری معلوم ہوا ہے۔ کہ مولانا محمد علی کی میت کو ہندوستان پہنچانے کے تمام مصارف حکومت برطانیہ برداشت کرے گی ؞

ـــــ لنڈن ۶ جنوری "رائٹر" کو معلوم ہوا ہے کہ کام میں ترقی اور اس امر کے پیش نظر کہ سب کمیٹیوں کی تمام رپورٹیں آئندہ ہفتے تک قائمے تک پیش کر دی جائینگی۔ گول میز کانفرنس ۱۶ جنوری کو ختم ہو جائیگی۔ مندوبین کی اکثریت ۲۳ ماہ رواں کو واپس جارہی ہے۔ مولانا محمد علی کی آخری خواہش جو مرحوم نے اپنی وفات سے دو روز پہلے بیان کی شکل میں قلمبند کرائی تھی۔ اور جس میں ہندو مسلم اختلافات کے تصفیہ کے لئے تجاویز پیش کی تھیں۔ وزیر اعظم کے پاس بھیجدی گئی ہے۔ اور ان سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ اسے اقلیتوں کی سب کمیٹی میں پڑھ کر سنادیں ؞

ـــــ حکومت پنجاب نے تین مختلف مضامین کی بنا پر پانچہزار کی ضمانت "بندے ماترم" سے اور پانچہزار کی اس کے مطبع سے طلب کی ہے۔ اور حکم دیا ہے۔ کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر یہ ضمانت داخل کر دی جائے ؞

ـــــ لاہور ۷ جنوری آج پولیس نے دفتر خلافت واقعہ بیرون دہلی دروازہ سے ۳۱ سرخ پوش پٹھانوں کو آوارہ گردی کے جرم میں گرفتار کر لیا۔ یہ بدیشی مال پر پکٹنگ کے لئے سرحد سے آئے تھے

ـــــ کلکتہ ۷ جنوری جیوٹ کے کارخانہ کمارہٹی کے ۷ ہزار کارکنوں نے اجرت میں تخفیف کرنے کے خلاف بطور احتجاج ہڑتال کر دی۔ کارخانہ کے بازار میں لوٹ مچانے پر شمالی ہند کے تین آدمی گرفتار کئے گئے ؞

ـــــ امرتسر ۷ جنوری رات کے وقت پولیس نے ایک درجن مکانات کی تلاشیاں خلاف قانون جماعت کے ممبر ہونے کے الزام میں لی ہیں۔ رات کے دو بجے سے لیکر صبح ۹ بجے تک تلاشیوں کا سلسلہ جاری رہا۔ دس افراد کو گرفتار کر لیا گیا ؞

ـــــ لاہور ۷ جنوری۔ ہری کشن جو گورنر پر حملہ کے سلسلہ میں سیشن سپرد ہو چکا ہے۔ اس کے والد اور بھائی نے آج شام کو بورسٹل جیل میں اس سے ملاقات کی ہے۔ اور اس کے ساتھ صلاح و مشورہ کے بعد عدالت میں مقدمہ کی پیروی کرنے کا فیصلہ کیا ہے ؞

ـــــ مدراس ۶ جنوری بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک شخص نے اپنی بیوی ماں اور بچے کو مار ڈالا۔ پولیس نے اسے گرفتار کر لیا۔ یہ شخص حال ہی میں رنگون سے آیا تھا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اسے اپنی بیوی کے چال چلن پر شک تھا ؞

ـــــ بمبئی ۶ جنوری گرانٹ روڈ پر پولیس ہندو مسلمانوں کے مخلوط ہجوم کو رات کے وقت لاٹھیوں سے منتشر کرنے پر مجبور ہوئی۔ جس سے ۳۰ آدمی زخمی ہوئے ؞

ـــــ بمبئی ۶ جنوری۔ پراونشل کانگرس کمیٹی سندھ اور کراچی و حیدر آباد کی ۱۵ دیگر کانگرس کمیٹیاں قانون ترمیم ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۶ کے ماتحت خلاف قانون قرار دی گئی ہیں ؞

ـــــ رنگون ۷ جنوری۔ چینی برمی فساد کے سلسلے میں ہسپتال کے کاغذات میں ۱۶ ہلاک اور ۲۷ مجروحین کے نام درج ہیں۔ حالت اب بہت کچھ اصلاح ہو گئی ہے ؞

(عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)